جلد ۲۲ | مورخہ ۲۰ صفر ۱۳۵۴ھ | یوم جمعہ | مطابق ۲۴ مئی ۱۹۳۵ء | نمبر ۱۷۲

جماعت احمدیہ کو جداگانہ اقلیت قرار دینے میں نقصان کس کا ہے

آریہ اخبارات نے جس ذہنیت کے ماتحت احراریوں کے اس مطالبہ کی کہ جماعت احمدیہ کو جداگانہ اقلیت قرار دیا جائے۔ تائید و حمایت کی ہے۔ اس کا پتہ اس سے لگ سکتا ہے۔ کہ انہوں نے اس سلسلہ میں جماعت احمدیہ کے متعلق دیدہ دانستہ غلط بیانیوں سے کام لیا ہے۔ چنانچہ روزانہ اخبار "ملاپ" اور ہفتہ وار "آریہ گزٹ" میں "قادیانی فرقہ اور مسلمان" کے عنوان سے جو مضمون لکھا گیا ہے وہ شروع ہی اس طرح ہوتا ہے:-

"ان لوگوں نے دراصل قادیان کو اپنا کعبہ بنا لیا ہے۔ اور حج کرنے کے لئے قادیان کو ہی مخصوص کر دیا ہے۔ احمدیوں کے لئے کعبہ میں حج کرنے کے لئے جانا ضروری نہیں"

حالانکہ جماعت احمدیہ کے متعلق معمولی سی واقفیت رکھنے والا بھی جانتا ہے۔ کہ نہ احمدیوں نے قادیان کو کعبہ بنایا۔ اور نہ حج کرنے کے لئے مخصوص کیا۔ بلکہ ہر سال حج کے لئے احمدی مکہ معظمہ میں جاتے ہیں۔ اور اس کا اعلان احمدی اخبارات میں ہوتا رہتا ہے:-

"ملاپ" نے ایک طرف تو جماعت احمدیہ کے متعلق اس قسم کی غلط بیانیوں سے کام لیا ہے۔ اور دوسری طرف احراریوں کے اس شور و شر کو جو انہوں نے جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب کے تقرر کے خلاف برپا کیا۔ غیر معمولی اہمیت دیتے ہوئے لکھا ہے۔

"جب سے سر فضل حسین نے چودھری ظفر اللہ خان صاحب کو گورنر جنرل کی ایگزیکٹو کونسل کا ممبر بنوا لیا ہے۔ تب سے مسلمانوں کے اندر اضطراب بہت بڑھ گیا ہے۔ اور ملک کے طول و عرض میں قادیانیوں کے خلاف انتہائی غم و غصہ کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ ...... یہ جہاد اتنا بڑھا کہ ہر شہر ہر قصبہ اور ہر مسجد میں اس تقرری کے خلاف جلسے ہوئے"

حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ احراری اور ان کے درپردہ مددگار اپنی انتہائی کوشش اور جد و جہد کے باوجود سوائے چند مقامات کے کہیں جلسے نہیں کرا سکے۔ اور جہاں اس قسم کے جلسے ہوئے وہاں بھی سرکردہ۔ اور با اثر مسلمانوں نے ان میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ بلکہ ایسے ہی لوگ شریک ہوئے۔ جو شوریدہ سری کی وجہ سے بدنام ہیں۔ اور جنہیں شرفا مونہہ لگانا پسند نہیں کرتے اس کے مقابلہ میں جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب کے ولایت سے واپس تشریف لانے پر ان کے استقبال میں اور اس شاندار ڈنر میں جو آپ کے اعزاز میں وائسرائے کی کونسل میں تشریف لے جانے کے موقعہ پر دیا گیا۔ جن معزز مسلمانوں نے حصہ لیا۔ ان کی نہایت طویل فہرست اخبارات میں شائع ہو چکی ہے اور اسے مدنظر رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ مسلمانان پنجاب کے تمام اعلےٰ طبقہ نے جناب چودھری صاحب موصوف کو خراج تحسین ادا کیا۔ اور ان کے تقرر کو بنظر استحسان دیکھا۔

یہ سب باتیں اخبارات میں آ چکی ہیں لیکن باوجود اس کے "ملاپ" کے لالہ خوشحال چند صاحب خورسند نے جو اپنے آپ کو بہت بڑے باخبر اخبار نویس سمجھتے ہیں۔ انہیں اس لئے نظر انداز کر دیا۔ کہ احراریوں کے شور و شر کو خاص اہمیت دے کر اپنا الو سیدھا کر سکیں۔ مگر ملک کے طول و عرض میں قادیانیوں کے خلاف انتہائی غم و غصہ کا اظہار کرنے والوں میں سے انہیں سوائے سر ظفر علی مسٹر گابا اور سر اقبال کے کوئی سرکردہ مسلمان نہ مل سکا اور یہ تینوں اصحاب ایسے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے سیاسی اور ملکی مفاد کی حفاظت کے سلسلہ میں ان کی خدمات کا ڈھونڈے سے کہیں نام و نشان بھی نہیں مل سکتا۔ ایسے لوگوں کو تمام مسلمانان ہند کے نمائندہ کی حیثیت سے پیش کرنا آریہ سماجی ذہنیت کو ہی زیب دے سکتا ہے۔ اور ان لوگوں کی آڑ لے کر یہ کہنا کہ "جب احمدیوں کو مسلمان لیڈر اور علماء اور عوام مسلمان ہی نہیں سمجھتے۔ تو پھر یہ کس فرقہ میں شمار ہوں گے" اور اس کا حل یہ پیش کرنا۔ کہ "پنجاب میں جہاں پہلے ہندو، سکھ، اچھوت، عیسائی اور مسلم حلقے موجود ہیں۔ وہاں ایک احمدی حلقہ بھی مقرر کر دیا جائے" مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی نہیں۔ بلکہ انہیں تباہی کی طرف لے جانے کی کوشش کرنا ہے۔ جیسا کہ اگلے ہی اس فقرہ سے ظاہر ہے کہ

"چونکہ یہ مسلمانوں میں سے ہیں۔ اس لئے ان کے لئے مسلمانوں کی نشستوں میں سے کچھ نشستیں مخصوص کر دی جائیں۔ احمدیوں کا بھلا بھی اسی میں ہے۔ کیونکہ الیکشن میں تو کوئی مسلمان ان کو ووٹ دے کر کونسل میں نہیں بھیجے گا۔ اور نامزدگی کا سلسلہ آئندہ کونسل میں ہوگا نہیں۔ اس لئے احمدیوں کی نمائندگی کرنے والا کونسل میں کوئی نہ ہوگا"

اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ جماعت احمدیہ جداگانہ اقلیت بن کر مسلمانوں کی نشستوں میں سے ہی اپنا حصہ لے گی۔ کیونکہ مسلمانوں کی نیابت کی جو نسبت قرار دی گئی ہے۔ وہ بشمول جماعت احمدیہ قرار دی گئی ہے اور خواہ وہ حصہ کتنا ہی قلیل حصہ ہو اس کی وجہ سے مسلمانوں کی نشستوں میں یقیناً کمی واقعہ ہوگی۔ اس میں جماعت احمدیہ کا تو فائدہ ہی ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے لکھ بھی چکے ہیں اور خود "ملاپ" نے بھی اپنے مندرجہ بالا الفاظ میں تسلیم کیا ہے۔ مگر مسلمانوں کے لئے سخت نقصان رساں ہے۔ پنجاب میں مسلمانوں کو ناخنوں تک کا زور لگانے کے بعد جو اکثریت حاصل ہوئی ہے اور وہ بھی اس لئے کہ تمام مسلمانوں نے متحد ہو کر اس کا مطالبہ کیا۔ وہ نہایت ہی قلیل ہے اور جماعت احمدیہ کے جداگانہ اقلیت قرار پا جانے کی صورت میں وہ قطعاً قائم نہ رہ سکیگی۔ یہی غرض ان لوگوں کے مدنظر ہے۔ جو احراریوں کی تائید کر رہے ہیں۔ پھر جماعت احمدیہ کو یہ پوزیشن حاصل ہو جانے پر بات یہیں ختم نہ ہو جائے گی۔ بلکہ شیعہ اور اہل حدیث مسلمان جو پہلے سے ہی جداگانہ اقلیت بننے کی ضرورت محسوس کر رہے۔ اور اس کے لئے زور لگا رہے ہیں۔ وہ بھی اپنے مطالبہ میں کامیاب ہو جائیں گے۔

ایسی صورت میں مسلمانوں کی جو حالت ہو سکتی ہے۔ اسے تصور میں لا کر غور کیا جائے۔ تو معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کو جداگانہ اقلیت قرار دینے کی اس قدر پر زور حمایت و تائید پنجاب کا غیر مسلم پریس کیوں کر رہا ہے اور احراری اس مطالبہ کو پیش کر کے مسلمانوں کی تباہی کے لئے کتنا گہرا گڑھا کھود رہے ہیں ۔

چونکہ جماعت احمدیہ مسلمانوں کی متحدہ سیاسی قوت کو نقصان سے بچانے کے لئے اپنے جماعتی فوائد قربان کر رہی ہے۔ اور عام حالات میں یا مسلمانوں کی طرف سے اس قربانی کی اہمیت کا اعتراف نہ ہونے کی صورت میں اس کا جاری رہنا ممکن نہیں۔ اس لئے "ملاپ" کو لکھنا پڑا ہے۔ کہ

"احمدی حضرات بھی اس وقت یہی مناسب سمجھیں گے۔ کہ وہ اس روز کی یک یک سے چھٹکارا حاصل کریں۔ ان کے مذہبی عقائد اور پولیٹیکل حقوق کی حفاظت کے لئے ضروری ہے۔ کہ انہیں ایک علیحدہ اقلیت قرار دے۔ کر ان کی نیابت مقرر کر دی جائے آخر حکومت نے اچھوتوں کو باوجود انکے ہندو کہلانے کے ہندوؤں سے الگ نیابت دیدی ہے جب اچھوتوں کو الگ حقوق مل سکتے ہیں۔ تو احمدی مسلمانوں کو کیوں نہیں مل سکتے۔"

ان الفاظ کی موجودگی میں ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ جداگانہ اقلیت کا مطالبہ نہ کرنے کی صورت میں مسلمانوں کی متحدہ طاقت کو نقصان سے محفوظ رکھنے کے لئے خود نقصان اٹھا رہی ہے لیکن اگر احراریوں والی ذہنیت بڑھتی گئی اور اس کے خلاف پر زور آواز نہ اٹھائی گئی۔ تو جماعت احمدیہ یقیناً اس بات پر غور کرنے کے لئے مجبور ہو گی۔ کہ وہ احسان ناشناس لوگوں کے لئے کب تک نقصان اٹھا سکتی ہے

حضرت امیر المومنین لاہور تشریف لے گئے

قادیان ۲۲ مئی۔ آج حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بعد نماز ظہر چند دنوں کے لئے بذریعہ گاڑی لاہور تشریف لے گئے ہیں۔ حضور نے حضرت مولوی شیر علی صاحب کو مقامی جماعت کا امیر مقرر فرمایا ۔

سٹیشن ملتان پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی تشریف آوری

۱۹ مئی بروز اتوار ایک بجے دن حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا علاقہ سندھ سے قادیان دارالامان کی واپسی پر ملتان سے گزر ہوا۔ جماعت احمدیہ ملتان کے چھوٹے بڑے بچے بوڑھے اور جوان تمام شوق زیارت کے لئے ملتان چھاؤنی سٹیشن پر جمع تھے۔ بعض بیرونی جماعتوں کے دوست بھی آئے ہوئے تھے۔ اخوند محمد افضل خان صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ ڈیرہ غازیخان باوجود پیرانہ سالی اور علالت وضعف کے ایک روز پیشتر ہی آ گئے تھے۔ احمدی احباب کے علاوہ ملتان کے ہندو۔ عیسائی اور مسلم اکابر بھی شرف ملاقات حاصل کرنے کے لئے کافی تعداد میں جمع تھے۔ ان میں اکثر وکلاء اور پروفیسران تھے۔ گاڑی ٹھیک وقت پر پہنچی۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ پر نگاہ پڑتے ہی اللہ اکبر کے نعرے فضا میں گونج اٹھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ازراہ شفقت گاڑی کے دروازہ میں آ کر کھڑے ہو گئے جس رعب و تمکنت اور جلال کے ساتھ آپ رونق افروز ہوئے۔ اس کی کیفیت عرف تصور میں ہی آ سکتی ہے۔ حضور نے اپنے غلاموں کو شرف مصافحہ بخشا۔ اور اس امر کی اطلاع ملنے پر کہ بعض غیر احمدی اور ہندو معززین بھی شرف دیدار کے منتظر ہیں۔ آپ سیکنڈ کلاس کے ویٹنگ روم میں تشریف لے آئے۔ جہاں سب کا آپ سے باری باری تعارف کرایا گیا وکلاء میں سے غلام قادر خان صاحب رحیم بخش صاحب آزاد۔ پیرزادہ عطا محمد صاحب۔ محمد ابراہیم صاحب شمی۔ لالہ رامچند صاحب۔ مسٹر آر تھر اے۔ اور پروفیسر صاحبان میں سے چودہری صادق محمد صاحب ایم۔ اے۔ مسٹر مبارک احمد صاحب ایم اے گوپال داس صاحب کھنہ ایم۔ اے۔ مسٹر دیسراج صاحب پوری ایم۔ اے قابل ذکر ہیں۔ لالہ رام پرتاب صاحب اے۔ ایس۔ آئی ڈبلیو جی تھے

ان کے علاوہ دیگر شرفا بھی تھے جنہیں ذوق دیدار و ملاقات سٹیشن پر کشاں کشاں کھینچ لایا تھا۔ احباب نے پھولوں کے ہار حضور کے گلے میں ڈالے۔ آپ اور آپ کے رفقاء سفر کی برف اور بوتلوں سے تواضع کی۔ چونکہ گاڑی یہاں دس بارہ منٹ کے لئے ٹھہرتی ہے۔ اس لئے یہ قلیل وقت مصافحوں اور تعارف میں صرف ہو گیا۔ گاڑی نعروں کے درمیان روانہ ہوئی۔ ہجوم بفضلہ اچھا خاصہ تھا۔ اور دوستوں نے جس بے تابانہ اخلاص کمال شوق اور کیف آور وارفتگی و شیفتگی کا مظاہرہ کیا۔ وہ تحریر میں نہیں آ سکتا۔ بعض احباب نے خانیوال تک معیت کی سعادت سے بہرہ اندوز ہونے اور چلتی گاڑی میں کھانا کھلانے کی غرض سے جو پہلے سے تیار تھا ٹکٹ لے لئے تھے جن میں اخوند محمد افضل خان صاحب۔ شیخ فضل الرحمٰن صاحب اختر پریذیڈنٹ۔ چودہری اعظم علی صاحب سب جج۔ شیخ محمد حسین صاحب وائس پریذیڈنٹ۔ ملک شیر محمد صاحب۔ خان بہادر ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب۔ پروفیسر عبد القادر صاحب ایم۔ اے۔ میاں قادر بخش صاحب۔ میاں اللہ دتا صاحب۔ مسٹر بشیر احمد صاحب ٹکٹ کلکٹر قابل ذکر ہیں۔ حضرت امیر المومنین اور آپ کے رفقا کو گاڑی میں کھانا کھلایا گیا۔ قریباً ایک گھنٹہ کی مسافت کے بعد کراچی میل خانیوال پہنچی۔ جہاں مقامی اور محمود آباد سٹیلمنٹ کے احمدی احباب کا جم غفیر تھا۔ اللہ اکبر کے نعروں کے درمیان گاڑی پلیٹ فارم پر کھڑی ہوئی۔ حضور نے اول احباب کو شرف مصافحہ بخشا۔ پھر گفتگو فرماتے رہے۔ ملتان سے جو خدام ہمراہ آئے تھے۔ انہیں الوداعی مصافحہ کی عزت بخشی چند منٹ کے بعد گاڑی روانہ ہوئی۔ نعرہائے تکبیر بلند ہوئے یہ امر نوٹ کر لینے کے قابل ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے بائیس سالہ عہد خلافت میں یہ پہلا موقعہ ہے۔ کہ حضور کا اس لائن سے گذر ہوا۔ جماعت احمدیہ

۲۶ مئی کے متعلق حضرت امیر المومنین کا ارشاد

اخبار کے ذریعہ متواتر یہ امر احباب کے ذہن نشین کرایا جا رہا ہے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا ۲۶ مئی کے جلسوں کے متعلق ارشاد جماعت احمدیہ کے موجودہ نازک دور میں نہایت اہمیت رکھتا ہے۔ اور ہمارا فرض ہے کہ اس دن کے جلسوں کو صحیح معنوں میں کامیاب بنائیں۔ اور ان ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے عائد ہوتی ہیں۔ ان جلسوں کی غرض و غایت یہ ہے۔ کہ تحریک جدید کو کامیاب بنایا جائے۔ اور لیکچروں کے ذریعہ احباب کو بتایا جائے۔ کہ ہمارے امام و مطاع نے ہم سے کونسی قربانیوں کا مطالبہ کیا ہے۔ اور جن لوگوں کے متعلق معلوم ہو۔ کہ وہ موجودہ زمانہ کے اس جہاد میں کسی وجہ سے ابھی تک شریک نہیں ہوئے۔ انہیں تاکید کی جائے۔ کہ جلد سے جلد اس میدان میں آئیں۔ اور قربانی و ایثار کے ذریعہ وہ نمونہ دکھائیں۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے دکھایا۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ احباب ۲۶ مئی کو یاد رکھیں گے۔ اور اس دن ہر جگہ جلسے منعقد کر کے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہیں گے ۔

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۲۱ مئی ۱۹۳۵ء کو بیعت کرنیوالوں کے نام

ذیل کے اصحاب بذریعہ خطوط اور دستی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت کر کے داخل احمدیت ہوئے ۔

	بیعت بذریعہ خطوط				
۱	محمد عبد اللہ صاحب	امرتسر	۳	محمد یوسف صاحب	دہلی
۲	محمد عمر صاحب	کراچی	۴	مولا بخش صاحب	ضلع شاہ پور
	دستی بیعت		۵	محمد عبد السبحان صاحب	ریاست حیدرآباد دکن
			۶	فضل محمد صاحب	کوہاٹ

ختمِ نبوّت پر ڈاکٹر اقبال کا غیر فلسفیانہ تبصرہ

از جناب امیر عالم صاحب۔ بی۔ اے پٹیالوی

۲

سر ڈاکٹر اقبال کی نظر میں جماعت احمدیہ کا وجود مسلمانوں کی قومی وحدانیت کے لئے پاکستانی ہونے کی مثال ہے۔ جس کی متحمل ان کی قومی وحدانیت نہیں ہوسکتی۔ مزید برآں یہ تحریک ان کے لئے موجب خطرہ بھی ہے۔ جس سے نوعِ انسانی کی سوسائٹی میں مزید اختلافات پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ اسی لئے آپ فرماتے ہیں۔

"جہاں تک اسلام کا تعلق ہے۔ بلا مبالغہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ برطانوی حکومت میں ہندوستان کے مسلمانوں کی قومی وحدانیت اتنی بھی محفوظ نہیں۔ جس قدر رومن حکومت کے زیر اقتدار حضرت مسیح کے دنوں میں یہودیوں کی قومی وحدانیت محفوظ تھی"

اس کے متعلق کچھ عرض کرنے سے قبل ہم آپ کے کلام سے "قومی وحدانیت" کا خاکہ پیش کرتے ہیں۔ تاکہ یہ سمجھنے میں آسانی ہو۔ کہ کس قسم کی قومی وحدانیت کے تحفظ کے لئے آپ جماعت احمدیہ کو اسلام کی وحدانیت کے لئے زبردست خطرہ سمجھنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ آپ اپنی مشہور نظم "جواب شکوہ" میں اس قومی وحدانیت کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں:۔ ؎

ہاتھ بے زور ہیں الحاد سے دل خوگر ہیں۔
امتی باعثِ رسوائی پیغمبر ہیں۔
بُت شکن اٹھ گئے باقی جو رہے بُت گر ہیں
تھا براہیم پدر اور پسر آزر ہیں
بادہ آشام نئے بادہ نیا خم بھی نئے
حرم کعبہ نیا بت بھی نئے تم بھی نئے
منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی دین بھی ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی۔ اللہ بھی۔ قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں
کون ہے تارکِ آئین رسولِ مختار؟
مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار؟
کس کی آنکھوں میں سمایا ہے شعار اغیار؟
ہوگئی کس کی نگاہ طرزِ سلف سے بیزار؟
قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغام محمدؐ کا تمہیں پاس نہیں
شور ہے ہوگئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود
یُوں تو سیّد بھی ہو۔ مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو۔ بتاؤ تو مسلمان بھی ہو
ہر کوئی مستِ مئے ذوقِ تن آسانی ہے
تم مسلماں ہو؟ یہ اندازِ مسلمانی ہے؟
حیدری فقر ہے نے دولتِ عثمانی ہے
تم کو اسلاف سے کیا نسبتِ روحانی ہے
وُہ زمانے میں معزّز تھے مسلماں ہوکر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہوکر

علامہ سر اقبال کی صرف ایک نظم کے یہ چند بند پیش کئے گئے ہیں۔ ورنہ ان کی کوئی نظم بمشکل ایسی ملے گی۔ جس میں مسلمانوں کی بے دینی اور بدحالی کا رونا نہ رویا گیا ہو مگر ہمارے مدعا کے ثبوت میں یہی اشعار کافی ہیں۔ ان سے صاف عیاں ہے۔ کہ آج کل کے مسلمان علامہ اقبال کی نظر میں مسلمان کہلانے کے مستحق ہی نہیں ہیں۔ کیونکہ ان کے دل الحاد سے خوگر ہیں۔ وُہ بُت گر ہیں۔ باعثِ رسوائی پیغمبر ہیں۔ فرقہ بندی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ آئینِ رسول مختار کے تارک تارکِ قرآن۔ اور تارکِ پیغام محمدؐ۔ کیا ڈاکٹر اقبال اسی قومی وحدانیت کے تحفظ و بقا کے لئے جماعت احمدیہ کو زبردست خطرہ سمجھنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ اور کیا اسلام کی یہی وحدانیت غیر مسلم دُنیا کے سامنے اسی رنگ اور شکل میں وُہ پیش کر رہے ہیں۔ حالانکہ وُہ خود تسلیم کرتے ہیں۔ کہ قومی واحدانیت ایک مذہب پر پختگی کے ساتھ کاربند ہونے میں مضمر ہے۔ نہ کہ فرقہ بندی کی تقسیم در تقسیم میں۔ اگر آپ چند سال پیشتر قومی وحدانیت کی وہی تعریف کرتے۔ جو آج کر رہے ہیں۔ تو آپ ہرگز یہ کہنے پر مجبور نہ ہوتے۔ کہ:۔ ؎

قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں
جذبِ باہم جو نہیں۔ محفلِ انجم بھی نہیں

آج نہ معلوم کونسے دلائل اس مشرقی شاعر کے زاویۂ نگاہ میں تبدیلی کا باعث ہوئے۔ اگر آج سے چند سال قبل کا آپ کا کلام ملاحظہ کیا جائے۔ تو اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی رگِ حمیت بھی ایسے اسمی مسلمانوں کو صفحۂ دہر سے محو کر کے ان کے کھنڈرات پر نئی حقیقی اسلامی دُنیا آباد دیکھنا چاہتی ہے کیونکہ ایسے مسلمانوں کا وجود آپ کے نزدیک ننگِ اسلام۔ اور اسلام کے خوبرُو درخشاں چہرے پر بدنما ٹیکہ ہے۔ اور اسی لائق ہے کہ اُسے نسیاً منسیاً کر دیا جائے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

ہوگیا مانندِ آب ارزاں مسلماں کا لہُو
مضطرب ہے تو کہ تیرا دل نہیں دانائے راز
گفت رومی ہر بنائے کہنہ کآباداں کنند
می ندانی اول آں بنیاد را ویراں کنند

جہاں سر اقبال کے کلام سے آج کل کے مسلمان کہلانے والوں کا حقیقی معنوں میں نامسلمان ہونا ثابت ہوتا ہے۔ وہاں اس کا ایسا کلام بھی موجود ہے۔ جس میں جماعت احمدیہ کے طرزِ عمل و طریقِ تبلیغ کی تعریف کی گئی ہے۔ اگرچہ آج تک علامہ اقبال کو کھلے طور پر جماعت احمدیہ کی تعریف کرنے کی جُرأت نہیں ہوسکی۔ مگر آپ نے مذمت بھی نہیں کی۔ بلکہ آپ کی زبانی گفتگوئیں شاہد ہیں کہ آپ جماعت کی تبلیغی کوششوں کے مدّاح رہے ہیں۔ آپ اپنی ایک نظم میں مغرب میں اشاعت اسلام کرنے والے مبلغ کی خدمت میں یوں ہدیہ تہنیت پیش کرتے ہیں کہ:۔

ہزار نکتہ زدی پیشِ دلبرانِ فرنگ
گداختی صنماں را بہ علمِ برہانی

اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ مغربی ممالک میں اشاعت اسلام کا فریضہ ادا کرنے والی جماعت سوائے احمدیہ جماعت کے اور کونسی ہے۔ لیکن آج یہی جماعت اسی شاعر کی نظروں میں اسلام کی قومی وحدانیت کے لئے زبردست خطرہ نظر آتی ہے۔ جس کے خطرے سے مسلمانوں کو آگاہ کرنے اور حکومت سے استمداد طلب کرنے پر وُہ مجبور ہو رہا ہے۔

علوم مشرقیہ کے سنٹر قادیان

کے متعلق

"احسان" کی غلط بیانی کی تردید

(غیر احمدی طلباء کی طرف سے)

جناب ایڈیٹر صاحب روزنامہ الفضل۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ روزنامہ احسان مورخہ ۱۶ر مئی ۱۹۳۵ء میں "قادیان میں امتحانات علوم شرقیہ کا سنٹر اور یونیورسٹی کا فرض" کے عنوان سے لکھا ہے۔

"اس سنٹر کا سپرنٹنڈنٹ بھی قادیانی ہوتا ہے جو قادیانی طلباء کو ہر ممکن امداد بہم پہنچاتا ہے اور مسلم طلباء سے اس کا سلوک نہایت ناروا ہوتا ہے"

پڑھکر ہمیں بے حد تکلیف محسوس ہوئی۔ کہ ایڈیٹر روزنامہ احسان کو کس دروغگو نے ایسی رپورٹ پہنچائی۔ جو سراسر لغو ہے۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے پیرؤوں نے ہمیں جس قدر آرام پہونچایا ہے۔ اس کا بیان ہمارے قلم کے بس کی بات نہیں۔ ہم غیر احمدی طلباء متواتر دو سال سے قادیان امتحان دینے کے لئے آتے ہیں۔ اور کبھی کوئی سپرنٹنڈنٹ احمدی مقرر نہیں کیا گیا۔ ہم غیر احمدی طلباء دست بستہ عرض کرتے ہیں۔ کہ ایڈیٹر صاحب روزنامہ احسان اپنے تعصب میں ایسی بے بنیاد باتیں شائع نہ کیا کریں کیونکہ تحقیق کے بعد جب وُہ غلط ثابت ہوتی ہیں تو ضمیر ہمیں سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے پر مجبور کرتا ہے۔ امید کہ ایڈیٹر صاحب آئندہ ضرور ایسے غلط بیانات شائع کرنے میں احتیاط کریں گے ورنہ اگر ان کا اور دُوسرے اخبارات کا یہی وطیرہ رہا۔ تو ہم کہتے ہیں۔ کہ سلسلہ احمدیہ بڑی سرعت سے ترقی کر جائے گا۔ ممکن ہے۔ بہت سے غیر احمدی طلباء اس سلسلہ میں داخل ہو جائیں۔ بہتر تو یہی ہے کہ باقاعدہ مسلمہ باتوں پر بحث کی جائے۔ اور دامنِ تہذیب آلودہ نہ ہو۔

ہم تمام غیر احمدی طلباء ایڈیٹر روزنامہ الفضل سے التماس کرتے ہیں۔ کہ وُہ ہمارے یہ چند صداقت سے پُر کلمات اپنے اخبار میں شائع کر کے نذیر احمد فاروقی کی غلط بیانی کو رد کریں۔

غیر احمدی طلباء حیدرآباد دکن حال وارد قادیان

خاکساران میاں سید اشرف تشریف اللہی صدر و بانی سیلی پوش سوسائٹی حیدرآباد دکن۔۔۔

واقعاتِ عالم پر ایک نظر

(۱) ابی سینیا کو مصری قدر (۲) چینی جرنیل کا تاریخی کوچ
(۳) جنوبی افریقہ میں ہندوستانی (۴) حکومتِ اسلامی اور "زمیندار"

"الفضل" کے سیاسی نامہ نگار کے قلم سے

(۱)

اطالیہ وحبش کا جھگڑا ثالثوں کے سپرد ہوا ہے۔ مؤخر الذکر نے ایک فرانسیسی اور ایک امریکن کو اپنا نمائندہ بنایا ہے۔ روس اور فرانس کے اتحاد برطانیہ کی مخالفت اور جوداسکے شیر ببر بادشاہوں کے بادشاہ رؤساکے رئیس اولین طغرئی شہنشاہ مینلک نجاشی فرمانروائے ابی سینیا کے دم خم نے جنگ کے فوری خطرہ کو سر دست ٹال دیا ہے

ہمیں خوشی ہے۔ کہ مصر نے ابی سینیا کے ساتھ روابط بڑھانے اور قدیم اسلامی رشتہ کی یاد تازہ کرنے میں سبقت کی ہے اور جامعہ ازہر نے استاذ محمود احمد نقشوئی اور استاذ یوسف علی یوسف کو مدرسۃ الوفاق الاسلامیہ عدیس آبابا میں تدریس کا کام کرنے کے لئے بھیجدیا ہے۔ یہ اساتذہ فراغت کے وقت وعظ وارشاد کی خدمات بھی سرانجام دیں گے:۔

واضح ہے کہ ابی سینیا آج سے ۱۶۰۰ سال پہلے سے عیسائی ہے۔ اور ۳۳۰ عیسوی میں مشہور مسیحی عالم Athanasius اتھاناسز نے پہلے بشپ فرومنٹین کو دستار فضیلت پہنا کر بھیجا تھا۔ مصری مراول کے بعد قادیانی لشکر روحانیت کا فرض ہے۔ کہ ابی سینیا جاکر نجاشی کی تاریخی نیکی کا بدلہ دے۔

(۲)

جہاں مغرب کے دارالحکومتوں میں سیاسی سرگوشیاں اور خود حفاظتی کے سامان ہو رہے ہیں سیاسی خلیج کی رو Gulf-Stream کے اثرات کام کر رہے ہیں۔ وہاں مشرقی بعید میں کروسیو Kuroshio (سمندر کی ایک رو) اپنا کام کر رہی ہے۔ پیچو کو کا شہنشاہ اپنے اقتدار اعلےٰ وحلیف شہنشاہ جاپان کا مہمان ہے جلوس نکل رہے ہیں۔ فوجی نمائشیں ہو رہی ہیں۔ اور چین کے اندر خاموشی سے تاریخ کی ایک نہایت اہم فوجی نقل وحرکت وجود میں آرہی ہے۔ جس طرح خاقان چین قبلئی خاں نے صوبۂ یونان پر حملہ کر کے اسے چین میں شامل کر لیا تھا۔ اور مشرق سے مغرب تک چین کے وسیع عرض میں شاندار فوجی کوچ کیا تھا۔ اسی طرح چینی بولشویک جرنل چوتیہہ Chutehchun نے ۸۰ ہزار فوج کے ساتھ کیانگسی اور فوکیان واقع مشرقی چین سے سوئی فو واقع مغربی چین تک کا سفر کیا ہے۔ اور لطف یہ کہ نانکن کی چینی حکومت کی تین لاکھ چالیس ہزار فوج اس سرخ جرنیل کو نہیں روک سکی۔ اس وقت یہ لشکر صوبہ یونان میں برطانوی علاقہ بھامو (برما) سے ۵۰۵ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور معتبر ذرائع سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس فوج کا روس کے ساتھ تعلق ہے۔ اور وہاں سے امداد آتی ہے جو اب سہولت سے حاصل ہو سکے گی۔ برطانیہ نے بھی گلگت اور سرحد برما پر استحکامات مضبوط کر لئے ہیں۔ اور یہ بھی اشتباہ کیا جاتا ہے کہ اس لشکر کا تعلق جاپان سے ہے۔

بہر حال مشرق ومغرب کی ان پاس رووں کا حل آنے والے واقعات سے خود بخود ہو جائے گا:۔

(۳)

جنوبی افریقہ کے سفید فام لوگ ہندوستانیوں سے ایسا سلوک کرتے رہے ہیں۔ جیسا کہ دکن کے برہمن اچھوتوں سے۔ جنوبی افریقہ کی ٹرام گاڑیوں میں بھی ہندوستانی سفید یورپین کے ساتھ ایک جگہ پر نہیں بیٹھ سکتا۔ اب سید رضا علی صاحب کی کوشش سے جو جنوبی افریقہ میں حکومت ہند کے نمائندے ہیں۔ معاملات قدرے رو باصلاح ہوتے نظر آتے ہیں۔ سمجھدار یورپین ہندوستانیوں کے ساتھ مساوات کا برتاؤ کرنے کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ ہندوستانی وہاں بھی لڑتے جھگڑتے ہیں۔ سید صاحب نے دو سیاسی جماعتوں میں ابھی ابھی صلح کرائی ہے۔

(۴)

احراریوں کی فتنہ پردازی حکومت پنجاب کی چشم پوشی اور ہمارے نزدیک انصاف سے بعید بزدلی کے باعث جاری ہے۔ ورنہ اگر یہاں "حکومت اسلامی" ہوتی۔ تو ان کا حشر وہ ہوتا جو ایک پنجابی سوداگر کا کابل میں ہوا۔ وہ کیا؟ سوداگر صاحب نے زمینداری احسانی جوش میں آکر انگریزوں کی شیطانی حکومت کی رعایا بننے سے انکار اور اسلامی افغانی حکومت کی رعایا ہونے کا تحریری اقرار کر لیا۔

چونکہ اسلامی حکومت افغانستان میں غیر اسلامی تنفر افزا اخبار "زمیندار" کا داخلہ بند ہے۔ اور سوداگر صاحب کے پاس کہیں "زمیندار" کا ایک پرچہ تھا۔ جس سے انہوں نے اس اخبار کے مستحق کام لیا۔ اور اس میں غالباً جوتا لپیٹ لیا۔ مگر افغان پولیس نے قانون شکنی کے ارتکاب کو دیکھ لیا۔ اور نئے نئے ہندوستانی افغانی رعیت کو زندان میں داخل کر دیا

لدھانہ کے محلہ صوفیاں کے احراریوں کی شرافت کا ماتم

اخبار "احسان" ۱۰ مئی ۳۵ء میں احراری نامہ نگار لدھانہ نے محلہ صوفیاں سے مرزائیت کا اخراج کے عنوان سے ایک مضمون شائع کرایا ہے۔ اور "احسان" جیسے دروغ باف اخبار نے اسے بڑے طمطراق سے درج کیا ہے۔ محلہ صوفیاں میں لبفضلہ احمدیت کے پرستار آغاز احمدیت سے موجود ہیں۔ اور احمدیت اس محلہ میں اس پختگی سے داخل ہو چکی ہے۔ کہ احراریوں کی گیدڑ بھبکیوں سے نکل نہیں سکتی۔ نیز اہالیان محلہ صوفیاں کا شریف طبقہ احراری کارندوں کے سیاہ اعمال ناموں پر نوحہ کر رہا ہے۔

ہمیں اس نامہ نگار اور اخبار "احسان" کی کذب پسندی پر رونا آتا ہے۔ کہ متعصب ہیں یہ بجائے اس کے کہ اپنی بد اخلاقی اور احسان فراموشی پر شرمندہ ہوتے۔ الٹے اپنے سیاہ اعمال نامہ کو فخریہ پبلک میں پیش کر رہے ہیں۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ ڈاکٹر سید اصغر حسین صاحب ریلوے سب اسسٹنٹ سرجن راجپورہ کے مکان میں قریباً سات برس سے ایک احمدی خاتون آباد تھیں۔ جو بیوی جی کے لقب سے مشہور ہیں۔ وہ ایک صالحہ عورت ہیں۔ جن کی نیکی خود غیر احمدیوں میں مسلم ہے۔ اس صالحہ خاتون سے محلہ کے بچوں نے قرآن شریف پڑھا۔ اور مختلف رنگ میں ڈاکٹر صاحب اور ان کے بعض عزیزوں پر انہوں نے احسانات کئے۔

آخر بیوی جی نے ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ کے ایک اشارہ پر جسے دوسرے رشتہ داروں نے مجبور کیا تھا۔ مکان چھوڑ دیا۔ اگر وہ محلہ صوفیاں میں رہنا چاہتیں۔ تو احمدی مکانات موجود تھے ان کے جانے پر شریف غیر احمدی عورتیں آبدیدہ تھیں۔ اور صاف الفاظ میں ان احسان فراموشوں کو محسن کش کے نام سے یاد کر رہی تھیں۔ اس بیوہ صالحہ بیوی جی کے جانے پر کون سی انہوں نے احمدیت پر فتح حاصل کر لی۔ بیوی جی اور ان کے نواسوں کو خداتعالےٰ نے اپنا ذاتی مکان دو مین کی توفیق دے دی ہے۔ انہوں نے آج نہیں کل جانا ہی تھا۔ اس پر بغلیں بجانے والوں کو شرم آنی چاہیئے۔

اب رہا مرزائی سبزی فروش کا بائیکاٹ یہ واقعہ احراری کارکنوں کی بدولت ہی ہوا۔ احراریوں کو اس پر بڑا فخر ہے۔ مگر ہم پوچھتے ہیں۔ کیا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام یا سلف صالحین نے ایسا ہی کیا۔ مذہبی امور میں اختلاف ہوتا رہا ہے لیکن ہمیشہ کفار اور ظالموں نے ہی خدا کی نیک مخلوق کو بائیکاٹ وغیرہ سے دکھ دیئے۔ اور اس کے بیاروں نے یہ مصائب جھیلے۔ سو آپکو مبارک ہو۔ کہ آپ ان ظالموں کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ اور ہم خدا کے نیک بندوں کے نقش قدم پر۔ خاکسار سید صوفی محمد عبدالرحیم سکرٹری انجمن احمدیہ محلہ صوفیاں۔ لدھانہ

احراریوں نے پہلے کیا کیا اور اب کیا کر رہے ہیں؟

(احراریوں کے ایک غیر احمدی راز دان کے قلم سے)

جن دنوں کشمیر ایجی ٹیشن شروع ہوئی۔ اور نام نہاد لیڈران نے ایجی ٹیٹروں کو جماعت احرار کے نام سے ملقب کیا۔ میں اس وقت اس جماعت کے شیدائیوں میں سے تھا۔ اور قید بھی ہوا۔ شروع شروع میں تو اس قید کو سنت یوسفی سمجھتا رہا۔ مگر جب جیل کی زندگی شروع ہوئی۔ تو بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ احراری لیڈران اور سزا یافتگان نے اجتماعی طور پر وہ وہ انسانیت سوز حرکات جیل میں کیں۔ جن کو اگر میں احاطۂ تحریر میں لاؤں۔ تو وہ کہیں منہ دکھانے کے قابل نہ رہیں اگر میرے اس مضمون کی کسی شخص نے تردید کی تو میں سب حالات طشت از بام کر دونگا۔

چونکہ جیل میں چلے جانے کے بعد معافی مانگنا ایک طرف اگر اخلاق گناہ سمجھا جاتا تھا تو دوسری طرف اہالیان سیالکوٹ کا بھی سخت ڈر تھا۔ مگر جس وقت احراریوں کی مذبوحی حرکات دیکھی جاتی تھیں۔ تو دل سخت تنگ ہوتا۔ چونکہ قید نہایت معمولی تھی اس لئے ساری کی ساری بھگت کر ہی جیل سے باہر نکلا۔ سیالکوٹ پہونچنے پر معلوم ہوا کہ احراری قیدی جیل میں رہ کر ہی ایسی حرکات کے مرتکب نہیں ہوئے۔ بلکہ جو کارکنان احرار جیل سے باہر رہے۔ وہ ان سے بھی سبقت لے گئے۔ مجھے تو لکھتے شرم آتی ہے اس لئے تفصیلاً نہیں لکھتا۔ صرف اتنا کہتا ہوں۔ کہ فراہم شدہ چندہ کو اپنے استعمال میں لانا انہوں نے شیر مادر سمجھا ہوا تھا۔ بدکاری اور شراب نوشی کو انہوں نے اپنی عادت مستمرہ بنا رکھا تھا۔ بلکہ اپنی مجالس میں ان افعال کا اظہار نہایت فخر سے کرتے تھے۔ اور ایک دوسرے کے مقابلہ میں اپنے کارہائے نمایاں پیش کرتے تھے۔

آجکل احراری رَو نے دوسری طرف رُخ کیا ہوا ہے۔ جہاں جماعت احمدیہ کے خلاف جلسوں کا انعقاد ہوتا ہے۔ وہاں جو لیکچرار یا ناظم اپنے لیکچر یا نظم میں احمدیوں کو زیادہ گالیاں دے۔ وہ سب سے بڑا لیڈر سمجھا جاتا ہے۔ اور ان کے سب سے بڑے لیڈر عطاء اللہ شاہ بخاری۔ مدیر احسان۔ اور زمیندار نے تو گالیاں دینے اور بدزبانی کرنے کو اپنے لئے مدار نجات سمجھ رکھا ہے ۱۷ مئی کو سیالکوٹ میں عطاء اللہ شاہ بخاری کا لیکچر تھا جس کے صدر مولوی ابراہیم صاحب تھے۔ سب سے پہلے ایک نظم ہوئی۔ جو نہایت ہی گندی اور امن سوز تھی۔ جہاں تک میرا خیال ہے۔ کوئی شریف انسان اس کو سنکر خوش نہیں ہو سکتا۔ ازاں بعد مولوی ابراہیم صاحب نے صدارت کے فرائض انجام دیتے ہوئے فرمایا مجھے بھی اس کرسی صدارت پر القاء ہوا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی دو الگ الگ حیثیتیں تھیں۔ ایک تشریعی اور دوسری جہادی۔ تشریعی تو ان کی ذات پاک کے ساتھ وابستہ تھی۔ جو ختم ہو چکی ہے۔ اور دوسری اب تک جاری ہے۔ وہ یہ کہ آپ پر یہ آیت نازل ہوئی تھی کہ اطیعو اللہ و اطیعو الرسول واولی الامر منکم۔ جس وقت آپ کسی قافلہ کو جنگ پر روانہ فرماتے۔ تو اسی قوم میں سے ایک امیر مقرر کرتے تھے۔ اور اس امیر کی اطاعت لشکر پر لازم ہوتی تھی۔ اسی طرح اب موجودہ محمدی لشکر کے امیر جہاد سید عطاء اللہ شاہ ہیں۔ جن کی اطاعت لازم ہے۔ اور جس طرح ہر ایک مسلمان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کو اپنی عزت وجان پر ترجیح دیتا ہے۔ اسی طرح فرض ہے کہ ہر ایک مسلمان سید عطاء اللہ شاہ کی عزت اور جان کو اپنی عزت وجان پر ترجیح دے اور جو حکم یہ صادر کریں۔ اس کی اطاعت کیجائے

مجھے مولوی ابراہیم صاحب کی ذات شریف کا کماحقہٗ علم ہے۔ اگر ان کی طبیعت میں ذرا بھر بھی شرافت ہو۔ تو گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں۔ کہ ان کے افعال کیا ہیں۔ سیالکوٹ کی پبلک ان کے حالات سے خوب واقف ہے۔ ابھی پانچ چھ ماہ کا واقعہ ہے کہ ان کے شاگردان رشید میں سے بعض نے ایک پوسٹر بڑی تقطیع کا چھپوا کر شہر میں چسپاں کیا تھا۔

مولوی ابراہیم صاحب کے بعد عطاء اللہ صاحب سٹیج پر آئے۔ اور اس سوقیانہ انداز سے احمدیوں کو کوسنا شروع کیا۔ کہ الامان کتاب لغت میں سے کوئی ایسا گندہ لفظ نہ تھا۔ جو انہوں نے اپنی تقریر میں نہ کہا حاضرین میں سے شرفا کا حصہ متنفر ہو کر اٹھکر چلا گیا اگر عطاء اللہ صاحب میں شرافت کی ذرا سی بھی بُو ہوتی۔ تو اس کو محسوس کرتے ہوئے اپنی زبان کو لگام دیتے مگر ان لوگوں کی عزت و وقار اور معاش چونکہ اسی پر منحصر ہے۔ کہ احمدیوں کو کوسا جائے۔ اس لئے جو منہ میں آتا ہے۔ بکتے جاتے ہیں۔ عقل نے تو ان لوگوں کو جواب دیا ہی تھا۔ اخلاق بھی جاتے رہے۔ ضمناً یہ بھی ارشاد فرمایا۔ کہ میرا مقدمہ احمدیوں کو سخت گراں پڑیگا۔ میرے لئے تو یہ قید معمولی ہے۔ مگر اس موجودہ مرافعہ کو سشن کورٹ کے بعد ہائیکورٹ اور پھر پریوی کونسل تک لیجاؤنگا۔ مجھے رہ رہ کر خیال آتا ہے کہ اگر اس مقدمہ میں اخراجات شاہ صاحب کو اپنی جیب سے کرنے پڑتے۔ تو ان کو معلوم ہوتا کہ یہ مقدمہ احمدیوں کو گراں پڑا ہے۔ یا شاہ صاحب کو۔ مگر قوم کا روپیہ ہے۔ جس طرح دل چاہے برباد کریں۔ کون حساب لینے والا ہے۔ اور کون حساب دینے والا۔

تقریر کے اختتام پر لوگوں کو ترغیب دی کہ قادیان میں اپنے گھر بناؤ۔ سردست وہاں ایک ہسپتال ایک سکول۔ مہمانخانہ کی عمارت ہونی بڑی ضروری ہے۔ اس لئے سب سے پہلے اس طرف توجہ دو۔ مگر نتیجہ یہ ہوا۔ کہ حاضرین میں سے کسی نے حامی نہ بھری۔ چندہ کی درخواست پر نہایت قلیل رقم جمع ہوئی۔ میں شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ کہ کساد بازاری نے عوام کا قافیہ تنگ کر رکھا ہے۔ اور خصوصیت کے ساتھ اہالیان سیالکوٹ تو اس قدر مشکلات میں ہیں۔ کہ اگر جماعت احرار کے لیڈران کے پاس کوئی رقم اپنے خرچ سے بچی ہوئی ہو۔ تو سیالکوٹ والوں میں تقسیم کر دی جائے۔ تاکہ یہ لوگ اپنی تن پروری کر سکیں۔ پھر جب ان کی حالت اچھی ہو جائیگی تو جو آپ کی مرضی ہو۔ لے لینا۔ سردست ان کی حالت پر رحم کریں۔ اور اس وقت کا انتظار نہ کریں کہ ہم لوگ آپ سے کھلے بندوں اپنا دیا ہوا مال واپس لینے پر مجبور ہو جائیں۔

مجھے احسان کے پرچہ کے مطالعہ کا بھی موقعہ ملتا ہے۔ جماعت احمدیہ کو کوسنے کے علاوہ آجکل حیات عیسےٰ علیہ السّلام پر جو دلائل دیئے جا رہے ہیں۔ وہ اس قدر بے ہودہ ہیں کہ جس انسان کے دماغ میں ذرا بھر بھی عقل ہو۔ وہ کبھی انہیں تسلیم نہیں کر سکتا۔ میرا بھی دل چاہتا ہے۔ کہ میں اس کی تردید میں کچھ لکھوں مگر "الفضل" چونکہ بہترین جواب دے رہا ہے۔ اس لئے میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ آپ کو جزائے خیر دے۔

میں احمدی نہیں ہوں۔ احراریوں کی انسانیت سوز حرکات سے مجبور ہو کر یہ سطور لکھنے پر مجبور ہوا ہوں ؛ (ایک راز دان از سیالکوٹ)

چندہ تحریک جدید کی یاد دہانی

جن احباب نے اپنے وعدہ کا ایفاء اس وقت تک نہیں کیا۔ اور ان سے اب تک کسی دوست نے مطالبہ بھی نہیں کیا۔ تو انہیں یاد رکھنا چاہئے۔ کہ اگر کوئی دوست اس میں شریک ہونے سے اس وجہ سے محروم رہ جائے۔ کہ اس سے چندہ مانگا نہیں گیا۔ تو اس کی ذمہ واری اس پر ہی عائد ہوگی۔ کیونکہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز ۱۱ جنوری ۱۹۳۵ء کے خطبہ میں فرما چکے ہیں۔ کہ چندہ تحریک جدید میں زیادہ یاد دہانیاں نہیں کرائی جائیں گی۔ اور صدر انجمن احمدیہ کے چندوں کی طرح بار بار اصرار سے مطالبہ نہیں ہوگا۔ ہاں انسان میں بھول جانے کا بھی مادہ ہے اس لئے حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے دفتر تحریک جدید کو یہ ہدایت ہے۔ کہ وہ ایک دفعہ یاد دہانی کرا دے۔ پس احباب کو ایک یاد دہانی اس ماہ میں کر دی گئی ہے۔ اور اب اخبار میں بھی اس اعلان کے ذریعہ اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ احباب اپنے وعدہ کی رقم جلد سے جلد ادا کرتے ہوئے اپنے فرض کو پورا کریں ؛

(فنانشل سیکرٹری چندہ تحریک جدید)

زمانہ قریب کی تاریخ عالم کے خونین اوراق

از ماسٹر محمد حسین صاحب۔ بی۔ کام۔

درسائی کے معاہدے کو دنیا کی تاریخ میں سنگ میل کہنا بے جا نہ ہوگا۔ کیونکہ اس سے نہ صرف جنگ عظیم کا خاتمہ ہوا۔ بلکہ اس کے بعد دنیا پر ایک نئے سیاسی تعلقات کا دور آیا۔ اس کی صحیح غرض و غایت تو یہ تھی کہ دنیا کو جمہوریت کے نظام کے لئے محفوظ کر دے۔ اور یہ خیال کیا گیا کہ اقوام عالم جنگ کی ہولناکیوں اور ہلاکت آفرینیوں سے اس درجہ نالاں ہیں۔ کہ پھر کسی جنگ کی جرأت نہ کریں گی۔ اور ۱۹۱۴ء کی جنگ دنیا کی تاریخ میں آخری جنگ ہوگی لیکن یہ ایک زعم باطل تھا۔ جس کا بطلان بعد کے واقعات سے اظہر من الشمس ہے اگرچہ اب تک کوئی محاربہ اس پیمانہ پر نہیں ہوا۔ لیکن دنیا کا کوئی نہ کوئی حصہ پیکار جوئی کا شکار رہا ہے۔ کسی نہ کسی جگہ ناقوس جنگ کی امن شکن آوازیں فضائے میں ضرور گونجتی رہی ہیں۔ اس مختصر سے تبصرہ میں جو جنگ کے بعد کے واقعات کا تجزیہ ہے۔ میں ان مختلف واقعات کا ذکر کروں گا۔ جو جوع الارض کے خونین مظاہر پیش کر چکی ہیں۔ لیکن وہ ممالک بھی جو بظاہر امن میں رہے ہیں۔ اور ان میں توپ و تفنگ سے کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔ کامل امن سے محروم رہے ہیں۔ ان کے امن کو برباد کرنے والا خیالات کا تصادم ہے۔ پھر ہر ملک کے اندر سیاسی انقلابات آتے رہتے ہیں۔ اور اس طرح امن برباد ہوتا رہا ہے۔ غرض جب سے مختلف ممالک میں ڈکٹیٹروں کو اقتدار نصیب ہوا ہے۔ نہ صرف بین الاقوامی امن مخدوش ہو گیا ہے۔ بلکہ ہر ملک کا اندرونی امن جنگی اضطراب میں بدل گیا ہے۔ اور یہ سب ڈکٹیٹروں کی ہیجان پرور حکمت عملی کا نتیجہ ہے۔

۱۹۱۹ء میں جب کہ درسائی کا معاہدہ ہو رہا تھا۔ سوویٹ روس اپنی ہمسایہ طاقتوں سے برسرپیکار تھا۔ ۱۹۲۰ء میں پولینڈ جو روس کے دشمنوں میں سب سے زیادہ طاقت ور ہو چکا تھا۔ نہایت شدت سے روس کے خلاف نبرد آزما ہوا۔ اور روسی طیاروں نے پولینڈ کے ہوائی مستقروں کو آگ لگا دی۔ یہ وہ مقامات تھے۔ جہاں ورسائی کا معاہدہ کرنے والی طاقتوں کی خود غرضانہ تجاویز کا راز طشت ازبام ہو رہا تھا۔

۱۹۲۲ء میں ٹرکی نے ایک زبردست کوشش کی۔ تاکہ وہ علاقے جو اتحادیوں نے یونان کو تفویض کر دئے تھے۔ دوبارہ حاصل کرے۔ ترکوں کی فوج ظفر موج یلغار کرتی ہوئی سمرنا پہنچی۔ اور یونانی فوجوں کو پسپا کیا۔ ہزارہا مساکن کو نذر آتش کر کے لاکھوں نفوس کو بے خانماں کر دیا۔ یونانیوں کی فوج کمال پاشاہ کے حملہ کی تاب نہ لاتے ہوئے یونان واپس چلی گئی اور ترک اپنے کھوئے ہوئے علاقوں پر قابض ہو گئے۔ ۱۹۲۲ء میں آئرلینڈ میں آئرش فری سٹیٹ کے قیام سے قبل کئی خونین تصادم وقوع میں آئے۔

یہ امن شکن شورشیں ۱۹۱۹ء سے ۱۹۲۲ء تک رہیں۔ انگریزوں کے خلاف برسرپیکار رہنے والی آئرلینڈ کی وہ پارٹی تھی۔ جو بلیک اینڈ ٹین کے نام سے مشہور ہے۔ آئرلینڈ کی موجودہ آزادی اسی پارٹی کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ ان باہمی آویزشوں میں کارک کا شہر آتش زدگی کا شکار ہو گیا۔ سیاسی اور مذہبی اختلافات نے جنوبی اور شمالی آئرلینڈ میں اور زیادہ تباہی پھیلا دی۔ ڈبلن کی کئی شاندار عمارتیں "سن فین" لوگوں نے جلا دیں اٹلی بھی امن میں نہ تھا۔ یہاں بھی حالات پلٹا کھا رہے تھے۔ اور ملک کا امن مٹ رہا تھا۔ ۱۹۲۳ء میں روم پر فسطائیوں نے سولینی کی قیادت میں دھاوا بولا اور عنان حکومت اپنے ہاتھوں میں لے لی۔ اسی سال مراکو میں جنگ ہوئی اٹلی نے یونانیوں کو الٹی میٹم دیا اور اس کے بعد کارفو پر بم باری کی اور اس پر اپنا قبضہ جما لیا۔

جرمنوں نے فرانسیسیوں اور بلجیم والوں کا مقابلہ کیا۔ جو تاوان جنگ کے وصول کرنے کے لئے روہر پر قابض ہونے کیلئے آگئے تھے۔ ۱۹۲۵ء اور ۱۹۲۶ء میں فرانسیسیوں نے عراق میں دروسیوں کی بغاوت کو فرو کرنے کے لئے فوجیں بھیجیں۔ اور دمشق پر گولہ باری کی۔ عبدالکریم نے جو رفس کا قائد اعظم تھا۔ مراکو میں اسپین کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ اور اسپین کے حلیف فرانس پر بھی حملہ کر دیا۔ اس طرح شمالی افریقہ محاذ جنگ بن گیا۔

چھوٹی چھوٹی شورشیں اور بغاوتیں بہت سے ممالک میں ہوتی رہیں۔ جن کا اثر نہ صرف ان ممالک میں محدود رہا۔ بلکہ ایک وبا بن کر اطراف عالم میں بھی پھیل گیا۔ ۱۹۳۱ء میں جاپان نے چین کی طوائف الملوکی سے فائدہ اٹھایا۔ اور شنگھائی کے فسادات کو وجہ جنگ بنا لیا۔ منچوریا پر گولے برسائے اور مختلف جنگی اہمیت رکھنے والے مقامات پر قابض ہو گیا۔ لیگ کے قائم کردہ لٹن کمیشن کی رپورٹ کو پائے استحقار سے ٹھکرا دیا۔ اسی پر بس نہ کی بلکہ لیگ سے مستعفی ہو گیا اور ابھی چند ماہ ہوئے اس کے استعفےٰ کی دو سالہ میعاد ختم ہوئی ہے۔ گویا جاپان لیگ کی تمام قیود و بند سے آزاد ہو گیا۔ اب اس نے واشنگٹن کے بحری معاہدے کو بھی ٹھکرا دیا ہے۔ اور بحر الکاہل میں بحری مساوات پر مصر ہے۔ جاپان کی غاصبانہ حکمت عملی کا نتیجہ یہ ہے کہ مغربی سرمایہ دار اقوام منچوریا دستکش ہو رہی ہیں "کھلا دروازہ" کی پالیسی حرف غلط کی طرح مٹ گئی ہے۔ جنوبی امریکہ ایک عرصہ سے خانہ جنگیوں کا شکار بنا ہوا ہے ۱۹۳۱ء میں چلی میں ایک انقلاب رونما ہوا۔ اور اسی سال بولیویا اور پیرگیوے کے دیرینہ عناد نے باہمی جنگ کی صورت اختیار کر لی۔ ان کا متنازعہ فیہ مسئلہ چیکو کی ملکیت ہے۔ ہر ایک ان میں سے اس پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔

عرب بھی امن سے محروم رہا جنگ عظیم کے بعد شریف مکہ اور ابن سعود کا معرکہ ہوا۔ جس میں اول الذکر کو شکست ہوئی۔ اور اس کو عرب چھوڑنا پڑا۔ اس کامیابی کو مکتفی نہ سمجھتے ہوئے ابن سعود نے عرب سلطنت قائم کرنے کی ٹھانی۔ اور مختلف اطراف میں لڑتا رہا۔ مگر برطانیہ کو سدراہ دیکھ کر سلطان ابن سعود نے ہمسایہ عربی ریاستوں کے الحاق کا ارادہ ترک کر دیا۔ پچھلے سال مئی کے مہینے میں اس کو یمن کے حکمران امام یحییٰ کے خلاف صف آرا ہونا پڑا۔ امام یحییٰ کو شکست ہوئی۔ اس کے عمامہ پوش سانڈنی سوار عرب سپاہی سلطان ابن سعود کی فوج کے سامنے بھاگتے نظر آئے لیکن یمنیوں میں انتقام کی آگ سلگتی رہی۔ اور اس سال حج کے موقعہ پر سلطان ابن سعود پر جو حملہ ہوا۔ وہ اسی کا نتیجہ خیال کیا جاتا ہے۔

افغانستان میں جو انقلاب آیا وہ بھی اپنی قسم کا انوکھا ہے۔ ایک ممکن بادشاہ کا طرفۃ العین میں تختہ الٹ گیا۔ اور اس کی جگہ ایک اور خاندان حکومت پر قابض ہو گیا۔ لیکن ملک ابھی تک شورش کے اسباب سے بکلی پاک نہیں ہوا۔ نادر شاہ کا قتل اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ ملک میں فسادی عنصر موجود ہے۔ اور موقعہ ملنے پر ملک کی فضا کو مکدر کرتا رہتا ہے۔

سرحد پر فقیر آلنگر نے شورش برپا کر رکھی ہے۔ اور باوجود جنگی سامان کی فراوانی کے انگریز اس سرحدی خطرے کو دور کرنے میں ابھی تک کامیاب نہیں ہوئے البتہ اس سے forward پالیسی کا جواز ثابت کر سکتے ہیں۔

اٹلی اور ایبے سینیا کی پیکار جوئی جنگ عظیم کے بعد کے واقعات کی زنجیر کی کڑی ہے۔ مصالحت اور مفاہمت کی بے سود کوششیں ہو رہی ہیں۔ اور لیگ نے سمجھوتے کی ایک کمیٹی قائم کی ہے ادھر فریقین جنگ کے لئے طیار ہو رہے ہیں۔ اٹلی کی حریف اقوام نے ایبے سینیا کو اسلحہ بھیج کر مضبوط کر دیا ہے۔ اور سولینی ان سے شاکی ہے۔ کہ انہوں نے اس کے صید لاغر میں مقابلے کی جرأت پیدا کر دی ہے۔ اب جب کہ یورپ خود جنگی حکمت عملیوں کی بازی گاہ بنا ہوا ہے اٹلی کا ایک دور افتادہ مقام پر اپنی افواج

کو بھیج دیا اس کے لئے خوش آئند نہیں ہو سکتا۔

متذکرہ بالا واقعات سے پتہ چلتا ہے۔ کہ دنیا ایک عالمگیر کرب و اضطراب میں مبتلا ہے۔ ابن آدم پر کوہ غم ٹوٹ پڑا ہے۔ مغرب جس نے خدا کے خلاف بغاوت کر کے عقل کو خضر راہ بنا لیا ہے۔ اس کے لئے یہ حالات ایک درس عبرت ہیں۔ یہ عالمگیر مصائب بلا وجہ و بلا سبب نہیں۔ ابتدائے آفرینش سے خدا تعالیٰ کی سنت چلی آتی ہے۔ کہ جب دنیا فسق و فجور کفر و انکار میں حد اعتدال سے تجاوز کر جاتی ہے تو اس کا غضب بھڑکتا ہے۔ اور آفات و آلام سے خوابیدہ دنیا کو بیدار کیا جاتا ہے۔ اگر دنیا کا کوئی حصہ بیدار نہیں ہوتا اور آسمانی صور کی آواز پر لبیک نہیں کہتا تو قرآن کریم کی نص صریح کے مطابق آلام میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ لیکن پیشتر اس کے خدا تعالیٰ اپنی طرف سے ایک پیغامبر بھیجتا ہے۔ جو اوہام کی تیرگی کو دور کرتا ہے اور اصنام پرستی کو مٹا کر یوم مئذٍ للہ کا نعرہ بلند کرتا ہے دنیا اس کی مخالفت کر کے مورد عذاب ہو جاتی ہے۔ لیکن خدا کا فرستادہ اور اس کے تابعین حقاً علینا ننج المومنین کے روح پرور اور ایمان افزا نغمے سنتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں موجودہ زمانہ کے مصائب بھی ایک خدا کے بھیجے ہوئے کی تکذیب کی پاداش میں ہیں اور خدا کے اس وعدے کے مطابق جو اس نے اپنے پیارے سے جب کہ وہ بے کس و کس مپرس تھا۔ بایں الفاظ کیا تھا کہ "دنیا میں ایک نذیر آیا لیکن دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ خدا کا یہ الہام دنیا کے لئے نوشتہ دیوار ہے۔ یہ جنگ آرائیاں اور نکبت و ادبار خدا کے وہ زور آور حملے ہیں۔ جن سے خدا اپنے بھیجے ہوئے کی سچائی دنیا والوں کے قلوب پر نقش کرنا چاہتا ہے جب تک دنیا اس حبل اللہ پر چنگل نہیں مارے گی تب تک اس کے اختلافات و مناقشات دور نہیں ہونگے۔ اور وہ ہمیشہ امن سے دور و مہجور رہیگی۔

اکناف عالم میں تبلیغ اسلام

انگلستان میں تبلیغ

مولوی محمد یار صاحب عارف نائب امام مسجد احمدیہ لنڈن اپنے ۴ مئی کے خط میں لکھتے ہیں گذشتہ اتوار کے روز قرآن مجید کا درس دیا جس کے بعد ایک غیر مسلم مسٹر فوکس نے بہت عمدہ تقریر کی۔ جس میں اسلام کی خوبیوں کا ذکر شاندار الفاظ میں کیا۔

لورپول میں گذشتہ ہفتہ میری تقریریں ہوئی تھیں۔ جن کے سلسلہ میں وہاں سے تین خط آئے۔ جن کے جواب دئے گئے

لیگوس (افریقہ) میں تبلیغ

حکیم فضل الرحمن صاحب احمدی مبلغ لیگوس سے ۱۲ اپریل کے خط میں رقمطراز ہیں یہاں ۱۷ اپریل یوم التبلیغ مقرر کیا گیا تھا۔ جس میں سب احباب نے شوق سے حصہ لیا۔ پندرہ صد ٹریکٹ تقسیم کئے گئے ایک لیڈنگ پیپر میں ریویو کا ایک مضمون حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے متعلق شائع کر دیا گیا۔ یہاں سلسلہ کے متعلق لوگوں کے خیالات میں تبدیلی ہو رہی ہے

سماٹرا میں تبلیغ

مولوی محمد صادق صاحب مبلغ لکھتے ہیں۔ عرصہ زیر رپورٹ میں ایک احمدی دوست اپنے خرچ پر مجھے ایک دور دراز مقام پر تبلیغ کے لئے لے گئے۔ منزل مقصود پر پہنچ کر مسلمانوں اور عیسائیوں کو اچھی طرح تبلیغ کی گئی۔ بیلو براٹن میں ایک غیر احمدی مولوی سے مناظرہ کیا۔ بیس اشخاص دار التبلیغ میں آئے۔ جنہیں اچھی طرح تبلیغ کی گئی۔ درس باقاعدہ ہوتا ہے۔ اور انفرادی اسباق بھی دئے جاتے ہیں اخبار الفضل کے کئی مضامین یہاں کی زبان میں چھپوا کر تقسیم کئے گئے۔

نیروبی میں تبلیغ

مولوی مبارک احمد صاحب مبلغ لکھتے ہیں۔ یہاں روزانہ درس ہوتا ہے۔ جس میں چھوٹے بڑے سب شامل ہوتے ہیں۔ احمدی بچوں کی تربیت پر خاص توجہ دیجاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان میں خاص جوش پایا جاتا ہے لڑکے اور لڑکیوں نے تحریک جدید کمیٹی تیس شلنگ چندہ جمع کیا۔ ایک اشتہار اتمام حجت کے نام سے شائع کیا گیا ہے اور [illegible]

آریہ سماج کراچی کی مذہبی کانفرنس میں احمدی مبلغ کی تقریر

۱۶ مئی۔ شام کے آٹھ بجے مقامی آریہ سماج کے ہال میں مذہبی کانفرنس ہوئی۔ جس میں مختلف مذاہب کے نمائندے مدعو تھے۔ ہماری طرف سے مولوی عبد القادر صاحب مبلغ سلسلہ نے مقررہ موضوع "میرا مذہب اور سائنس" پر پندرہ منٹ تقریر کی۔ جسے سامعین نے نہایت دلچسپی اور توجہ سے سنا۔ اگرچہ پروگرام کے مطابق اصل وقت صرف دس منٹ مقرر تھا۔ لیکن مولوی صاحب کی تقریر ایسی دلچسپ تھی۔ کہ صاحب صدر نے اس کے لئے مزید پانچ منٹ بڑھا دئے۔ آپ نے بتایا۔ کہ مذہب اور سائنس میں حقیقتاً کوئی تصادم نہیں ہے۔ اور نہ ہی دنیا میں کوئی سچا مذہب سائنس کے خلاف ہو سکتا ہے۔ اگر کہیں ان دونوں میں تصادم نظر آتا ہے تو اس کی وجہ یا تو مذہب کی غلط ترجمانی ہے۔ یا پھر سائنس کی ترجمانی میں غلطی کی گئی ہے۔

قرآن کریم کی تعلیم سے آپ نے نہایت ہی واضح طور سے بتایا۔ کہ کس طرح زمین و آسمان کی تخلیق اور عناصر و دیگر اشیاء کی حقیقت و ماہیت کو معلوم کرنے کے لئے قرآن نے تلقین کی ہے۔ اور پھر بتایا کہ وہ تمام صداقتیں جو اس وقت تک سائنس دانوں کو معلوم ہوئی ہیں۔ قرآن کریم اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آج سے تیرہ سو سال پیشتر بتا دی تھیں۔ مثال کے طور پر آپ نے بتایا کہ جس قدر زہریلی اشیاء یا مخلوق پائی جاتی ہے۔ وہ بنی نوع انسان کے لئے مفید ثابت ہوئی ہے۔ جسے قرآن کریم نے پہلے سے بتا دیا تھا۔ کہ کوئی چیز بھی باطل اور عبث نہیں پیدا کی گئی۔ البتہ نقصان اور ضرر ان کے غلط استعمال میں ہے۔

پھر بتایا۔ کہ سائنس کا منظم وجود تقریباً دو سو سال سے ہے۔ اس سے پہلے سائنس کا وسیع علم لوگوں کو نہ تھا لیکن قرآن کریم ہی وہ کتاب ہے جس نے سب سے پہلے ان تمام صداقتوں کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ جن کی حقیقت تحقیقات کے ذریعہ آج آشکار ہو رہی ہے۔ الغرض آپ نے نہایت معقول اور مدلل طور سے اس امر کو ثابت کیا کہ اسلام کی تعلیم کسی رنگ میں بھی سائنس کے خلاف نہیں بلکہ سائنس کی تحقیقات اسلام کی بیان کردہ تعلیم کی تصدیق کر رہی ہے اور اس صداقت کو سب سے پہلے بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کے سامنے اس رنگ میں پیش کیا ہے۔ یہ تقریر خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت کامیاب ہی تعلیم یافتہ طبقہ نے

معزز معاصر الحکم کا خاص پرچہ

معزز معاصر "الحکم" نے حسب معمول اب کے بھی ۲۶ مئی کو اپنا ایک خاص پرچہ شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے جسے ۲۶ مئی کے جلسوں کو مد نظر رکھتے ہوئے خاص طور پر دلچسپ اور فائدہ بخش بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور نہایت مفید مضامین فراہم کئے جا رہے ہیں احباب کو یہ پرچہ بہت بڑی تعداد میں منگا کر تقسیم کرنا چاہیئے۔ پچاس سے زیادہ کے خریدار کو ۱۲ روپے سینکڑہ کے حساب سے یہ پرچہ مل سکے گا پچاس تک کے لئے ۴ر فی کاپی قیمت مقرر ہے۔ مختلف مقامات کے الفضل کے ایجنٹوں کو یہ پرچہ خصوصیت سے منگا کر اس کی اشاعت کی کوشش کرنی چاہیئے

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

لاہور ۱۲ مئی۔ پولیس نے بعض جرائم پیشہ لوگوں کا چالان چوری کے الزام میں کیا ہوا تھا۔ جب انہیں عدالت سے واپس لے جایا جا رہا تھا۔ تو ان کے بعض رشتہ دار ان سے گفتگو کرنے لگے۔ پولیس نے اس سے منع کیا۔ تو ملزم بگڑ گئے۔ اور باہم لڑائی شروع ہو گئی۔ ملزم پولیس والوں کو ہتھکڑیوں سے مار رہے تھے اور پولیس والے بھی اچھی طرح پیٹ رہے تھے۔ افسرانِ بالا موقع پر پہونچ گئے۔ لیکن ملزموں نے حوالات میں جانے سے انکار کر دیا۔ اس پر پھر بہت ہنگامہ ہوا۔ اور انہیں زبردستی اندر داخل کیا گیا۔ ایک ملزم پولیس کی مار سے بے ہوش ہو گیا۔ اور اسے میو ہسپتال پہونچایا گیا۔

لاہور ۱۲ مئی۔ ڈپٹی کمشنر کی ہدایات کے مطابق صاحب صدر نے کمیٹی کا اجلاس بلانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اور غالباً ۲۷ مئی کو سب کمیٹیوں کے انتخاب کے لئے اجلاس ہوگا۔

الٰہ آباد ۱۲ مئی۔ کانگریس ورکنگ کمیٹی سے ڈاکٹر انصاری اور مسٹر راجگوپال اچاریہ نے کانگریس کی ورکنگ کمیٹی سے جو استعفے دیئے تھے۔ وہ منظور ہو گئے ہیں اور ان کی جگہ بابو پرشوتم داس اور مسٹر سربندر موہن منزا کو نامزد کیا گیا ہے۔

بمبئی ۱۲ مئی۔ کونسل کے گذشتہ سیشن میں ایک غیر سرکاری ممبر نے تحریک پیش کی تھی۔ کہ ایک سال میں کونسل کے تین سیشن ہوا کریں۔ یہ تحریک گورنر کے پاس بھیجدی گئی تھی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ گورنر نے اس کو منظور کر لیا ہے۔

امرت سر ۱۲ مئی۔ کل سردار جسونت سنگھ صاحب مجھالیہ کی صدارت میں دربار صاحب کمیٹی کی میٹنگ ہوئی۔ لیکن باہم سخت کلامی شروع ہو گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صاحب صدر میٹنگ چھوڑ کر چلے گئے۔

لائل پور ۲۰ مئی۔ سردار سنت سنگھ ایم۔ ایل۔ اے نے ان چالیس سکھ عورتوں کے متعلق جو باہمی نفاق کو دور کرنے کے لئے برت رکھکر جان دینے کا اعلان کر چکی ہیں۔ ایک بیان شائع کرایا ہے جس میں لکھا ہے۔ کہ اس سے ملک اور قوم کو سخت مشکلات پیش آئیں گی۔ ہر سکھ چاہتا ہے کہ قومی جھگڑے مٹ جائیں۔ مگر جھگڑوں کو مٹانے کا یہ طریق معقول نہیں۔ جب گاندھی جی کے برت ہندو مسلم اتحاد نہ کرا سکے۔ تو ان سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔

الٰہ آباد ۱۲ مئی۔ فیروز آباد کے ہندوؤں نے ایک طویل میموریل ہوم ممبر یوپی کو ارسال کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ یہاں کے مسلمان گذشتہ برسوں سے تعزیوں کی تعداد میں اضافہ کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اور انہوں نے اپنے جلوسوں کے اوقات میں بھی توسیع کر دی ہے۔ اور فیروز آباد میں بلوہ کرنے کے لئے انہوں نے پہلے سے تیاریاں کر رکھی تھیں۔

پیرس (بذریعہ ڈاک) روس سے آمدہ خبروں سے پایا جاتا ہے۔ کہ لینن گراڈ اور اس پاس کے شہروں سے حال میں ہزاروں اشخاص کو جلاوطن کر دیا گیا ہے۔ جلاوطنی کا حکم ایک سپیشل کمیشن نے دیا ہے۔ ۷۰ سال کی بوڑھی عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ تین دن کے اندر اندر شہر سے نکل جائیں ان کو اپنے ساتھ صرف اتنا ہی اسباب لے جانے کی اجازت ہے جتنا وہ اٹھا سکیں

دہلی ۱۲ مئی۔ آریہ ویر دل کے ایک کارکن کو پنجاب لاء کریمنل امینڈمنٹ ایکٹ کے ماتحت حکم دیا گیا ہے۔ کہ انقلابی اور حکومت کے خلاف سرگرمیوں میں کوئی حصہ نہ لیں ہفتہ میں دو بار مرکزی تھانہ میں حاضری دیا کریں اور بغیر اجازت شہر کی حدود کو نہ چھوڑیں۔

سلیم ۲۰ مئی۔ کل شام یہاں زبردست آندھی آئی۔ درخت جڑوں سے اکھڑ گئے۔ اور مکانوں کی چھتیں اڑ گئیں آم کی فصل تباہ ہو گئی ہے

لنڈن ۲۰ مئی۔ امپیریلزم کی مخالف لیگ کے سکرٹری نے دیگر انجمنوں کے ساتھ مل کر وزیر ہند کو ایک چٹھی ارسال کی ہے کہ کراچی میں گولی چلنے کے واقعہ کے سلسلہ میں ایک ڈیپوٹیشن کو ملاقات کی اجازت دی جائے۔ نیز اس واقعہ کے متعلق ۳۰ مئی کو وہاں ایک جلسہ ہوگا۔ اور پروٹسٹ ڈے منایا جائے گا۔

پشاور ۲۰ مئی۔ تاتاری اور چینی مسلمانوں میں لڑائی کی وجہ سے چینی ترکستان میں تجارت بند ہو گئی ہے۔ اور ہندوستانی سوداگر واپس آ رہے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اگر تاتاری مسلمانوں نے ترکستان پر قبضہ کر لیا۔ تو وہاں ٹرکش ڈپلومیسی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ بالشویک تاتاریوں کی مدد کر رہے ہیں۔

مدراس ۲۰ مئی۔ تامل نیڈو کانگریس کمیٹی کے صدر منتخب مسٹر ستیہ مورتی نے گاندھی جی کو ایک خط لکھا جس میں ان سے "آشیرباد" (برکت) طلب کی۔ گاندھی جی نے اس کے جواب میں انہیں لکھا۔ کہ آپ بڑے چالباز آدمی ہیں۔ لیکن میں آپ کے دھوکہ میں نہیں آ سکتا۔ آپ چاہتے ہیں۔ کہ کسی نہ کسی طرح مجھ سے "آشیرباد" لے لیں۔ لیکن حق تو یہ ہے۔ کہ آپ میری "آشیرباد" کے بغیر ہی اچھے ہیں۔ اگر آپ کامیابی کے مستحق ہیں تو ضرور کامیاب ہونگے۔

جنیوا ۱۲ مئی۔ شاہ حبش نے لیگ آف نیشنز کو ایک تار بھیجا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ اٹلی کی جنگی تیاریوں کو جنہیں غلط طور پر مدافعانہ بتایا جاتا ہے۔ بند کرایا جائے۔

ماسکو ۲۰ مئی۔ میکسیم گور ہوائی جہاز کے حادثہ میں ہلاک شدہ ۴۸ اشخاص کی لاشوں کو آج دفن کیا گیا۔ تو شہر ماتم کدہ بنا ہوا تھا۔ لاکھوں آدمی سڑکوں پر کھڑے تھے۔ اور شہر سے قبرستان تک ۵ میل کے رقبہ میں آدمی ہی آدمی تھے۔ ۲۷ ہوائی جہاز تدفین کے وقت فضائے آسمانی میں پرواز کر رہے تھے۔ سوویٹ لیڈروں نے اس موقعہ پر تقریریں کیں۔

لنڈن ۲۱ مئی۔ مسٹر بالڈون نے آج صبح نصف گھنٹہ تک ملک معظم سے ملاقات کی۔ یہ ملاقات اس اعلان کے سلسلہ میں ہے۔ جو ۲۲ مئی کو مسٹر بالڈون ڈیفنس کے متعلق کرنے والے ہیں۔

سہارنپور ۲۰ مئی۔ یو۔ پی۔ احرار کانفرنس میں صدر مولوی حبیب الرحمٰن نے کہا۔ کہ مسٹر جناح نے اپنے چودہ نکات میں وطن اور مسلمانوں کے ساتھ غداری کی ہے اور محض سخن پروری اور ذاتی عداوت کی بناء پر یہ فساد کھڑا کیا ہے۔ کمیونل ایوارڈ کے متعلق آپ نے کہا۔ کہ یہ مسلمانوں کے لئے سخت مضر ہے۔ اور مجلس احرار نے آئندہ دستور کو مستقل طور پر مسترد کر دیا ہے۔

لنڈن ۲۰ مئی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ سلور جوبلی کے سلسلہ میں خطابات کی جو فہرست شائع ہوگی۔ اس میں سر جوزف بھور کو پریوی کونسل کا ممبر بنا دیا جائیگا۔

شملہ ۲۰ مئی۔ اسمبلی کے گذشتہ اجلاس میں فنانس ممبر نے اعلان کیا تھا۔ کہ ہندوستان میں انکم ٹیکس سسٹم کی تحقیقات کی جائے گی معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ تحقیقات محکمانہ ہوگی اور اس کے لئے انگلستان سے دو ماہرین بلائے جائیں گے۔ جو مختلف صوبوں کے کمشنروں سے مل کر ایک رپورٹ اس سال کے آخر تک حکومت کے پیش کر دینگے۔ اور بعد میں محکمہ فنانس اس پر عمل درآمد کرتا رہیگا۔

شملہ ۱۲ مئی۔ پنجاب کونسل کا گرمائی اجلاس ۱۰ اگست سے شروع ہوگا۔ اس اجلاس میں پبلک سروس کمیشن ایکٹ میں ترمیم کا بل پیش ہوگا۔

طہران (بذریعہ ڈاک) بہت دنوں سے ایران اور انگلستان کے مابین جزائر باسعید اور ہنگام کے متعلق جھگڑا چلا آتا تھا۔ یہ دونوں جزائر حکومت ایران کے تھے۔ جن پر جنگ کے ایام میں انگریزوں نے قبضہ کر لیا۔ حال میں انگریز وہاں فوجی مرکز قائم کرنا چاہتے تھے۔ کہ حکومت ایران نے اس پر احتجاج کیا۔ اور ان کے انخلاء کا مطالبہ کیا۔ تازہ ترین اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ انگریزوں نے ان کو خالی کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور عنقریب باضابطہ طور پر یہ دو نو جزیرے حکومت ایران کے حوالہ کر دیئے جائینگے:

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی